جو آگے آتا ہے۔ البتہ عبداللہ غیر مقلد دہلوی کے پرارنجاست
اشتہار کے جوابات جو مقلدین کیجانب سے شائع ہوئے ہیں وہ
بھی تفنن طبع ناظرین کے واسطے ہم نقل کر دیتے ۔مگر رسالہ طویل
ہو گیا ہے۔ اس لیئے ان سب کو چھوڑ کر ہم امرتسری تاجران فقہ کے
وہ جواب جو ۶۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کے اہل حدیث کے متعلق شائع
ہوئے ہیں۔ مختصراً نقل کر دیتے ہیں۔ پہلا جواب وہ غضب حق بر
جاہل مطلق" نام سے طبع ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ
"ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ۶۔ اپریل کے اخبار اہل حدیث میں
کسی غیر مقلد نے اپنے آپ کو حنفی ظاہر کر کے کچھ سوالات
کئے تھے۔ فرقہ غیر مقلدین کے اکثر افراد جس طرح کہ ایمان
سے بے بہرہ ہیں اسیطرح قرآن و حدیث فقہ و
اصول فقہ سے جاہل محض ہیں۔ عقل کے اندھے اور اسلام
کے دشمن ہیں اگر عقل تمہاری دماغوں میں بارہ کوس کے فاصلہ
پر بھی ہوتی تو تم لوگ سمجھتے۔ کہ جس طرح امام بخاری کی
حدیث میں وطئی الدبر کی اجازت پر تم لوگوں نے اس کی توجیہ
بیان کی تو کسی حنفی نے کیوں نہیں کہدیا۔ کہ غیر مقلدوں نے
تسلیم کر لیا۔ کہ فعل خلاف وضع فطری کی اجازت
بخاری میں موجود ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱

آگے چل کر اسی اشتہار کے صفحہ ۴ میں تین سوال مشتہر نے بغرض

حصول جواب علمائے اہل حدیث سے کئے ہیں۔ جنکا ذکر خالی از دلچسپی نہیں

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص تتہ منڈا حاصل کرنے کے لیئے سفر میں چلا گیا۔ اس کے بعد پسّو کے کاٹنے سے اس کی زوجہ نے ایک بچہ جنا۔ اور وہ مولود مسعود سن شعور کو حاصل کرنے کے بعد علم و فضل سے بھی مزیّن ہو گیا۔ تو ایسا شخص مقتدائے قوم یا امام بن سکتا ہے۔ یا نہیں۔؟

(۲) "چند ایسے اشخاص جو بچپن میں ناجائز امور سے مرتکب ہوں۔ اور ان کے استاد یا دوسرے دوست ان سے ناجائز افعال کے ارتکاب کے متہم ہو چکے ہوں۔ کیا ایسے اشخاص یا منجملہ ان کے کوئی شخص ادعائے نصرت اسلام میں صادق ہو سکتے ہیں۔ یا نہیں"

(۳) اگر کسی شخص کا نام نزاع اللہ ہے۔ وہ عالم و فاضل بھی ہو گیا۔ تو کیا یہ نام شرعاً جائز ہے۔ یا نہیں؟"

بلفظہٖ صفحہ ہم اشتہار مذکور

آگے چل کر مشتہر مذکور مفتیان اربعین فرقہ وہابیہ کے علماء کی نسبت جنہوں نے ایکطرفہ فتوے دیا۔ دوسری جانب اس سے رجوع کیا۔ تحریر کرتا ہے

"اپنے فرقے کی طرف غور کرو۔ کہ پہلے تو لحاظ ملاحظہ میں آکر کتابوں کے خلاف اور قسم قسم کے احکام صادر کئے

مگر بعد ازاں [illegible]

کرلیا اور بعض [illegible]

غلام علی اور [illegible] (ناقل) عمامت اختیار کرلیا ہم نے

بلا سمجھے بوجھے [illegible]

سنتے ہیں کہ [illegible]

آخر [illegible]

[illegible]

الفاظ کا [illegible]

صرف [illegible]

سے [illegible]

کی زبان درازی [illegible]

بلحاظ صفحہ اشتہار مذکور مطبوعہ خادم پنجاب لیس امرتسر

یہ فتنہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ ایک اور اشتہار اسی محمد شاہ سابق مشتہر کی جانب سے ۲۵۔ جون ۱۹۰۶ء کو دو ورقہ شائع ہوا جس کی سرخی وہی پہلی والی "غضب حق بر جاہل مطلق نمبر ۲" ہے۔ اس میں مہذب مشتہر نے اپنے اخلاق کا پہلے سے بھی بڑھ کر ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ کہ

"وہ ہمارے نامعلوم مخاطب ہی نہیں۔ بلکہ فرقہ ثنویہ کے جمیع افراد سخت پریشان ہیں میرے پہلے اشتہار

غضب حق کے جواب میں میرے نامعلوم مخاطب نے
پھر بیچارے بہوئے بہائے **علم الدین** کے نام پر ایک
اشتہار شائع کیا ہے۔ ہم ایڈیٹر اہل حدیث ثناء اللہ
پر افسوس کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ہمارے دوستانہ
مشورہ پر عمل نہ کیا۔ اور پھر اشتہار اپنے مطبع میں چھپوا دیا۔
کم از کم علم الدین سے حلفاً دریافت کر لیا ہوتا۔ تو ان کو معلوم
ہو جاتا۔ کہ فی الاصل بے چارہ علم الدین نہیں لکھتا۔ بلکہ اور
کوئی لطفِ غیر ناتحقیق لکھ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری
کی حدیثوں سے جسقدر شراب پینے کی اجازت نکالی جاتی
ہے۔ اس سے زیادہ اس نے پی لی ہے جس کے
نشے میں وہ مضمون اشتہار لکھ رہا ہے۔ ملخصاً صفحہ ۱ و ۲
اسی صفحہ میں آگے چل کر علم الدین مصنوعی مشتہر کو ایک واقعہ مندرجہ اشتہار
کی بابت بالفاظِ ذیل چیلنج دیتا ہے۔ کہ

"اگر تم فی الواقع پیسو کے [illegible] ہو۔ تو میرے اشتہار سے ثابت
اور سچ سچ اپنے باپ کے بیٹے ہو۔ تو میرے اشتہار سے ثابت
کر دو۔ کہ میں نے ایسا لکھا ہے" صفحہ ۲ سطر ۱۸

پھر صفحہ ۳ پر علم الدین مصنوعی مشتہر کے اس سوال کا۔ کہ "کسی عورت
سے ناجائز تعلق رکھنے والے کا کیا حکم ہے"۔ یہ جواب دیا ہے کہ
"شرعی طور پر ثابت ہونے سے ہمارے مذہب میں

زانی اور زانیہ کو سو سو درّہ مارنے کا حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی زنا زادہ کسی پر افترا کرے۔ تو اسی ملعون کو سزا دینے کا حکم ہے۔ پھر تمہارے نزدیک ولد الحرام کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔ کیونکہ جس شخص کی پیدائش کوٹلہ مہانسنگھ و کوٹلہ اہلووالیان و روغن منڈی وغیرہ کے باشندے جانتے ہوں۔ وہ شخص کس طرح امام بن سکتا ہے۔"

اسی صفحہ پر محمد شاہ مشتہر مکرر سوال نمبر ۲ مندرجہ صفحہ ۹۸ رسالہ ہذا کا علم الدین سے جواب طلب کرتا ہے۔ اور مزید وضاحت کر کے کچھ اتا پتا بھی سوال کے لئے مجیب کو بتاتا ہے۔ جو بطور معمہ یا پہیلی کے ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ کہ

"(علم الدین) راقم اشتہار کی طرف سے دوسرے سوال کا جواب ابھی تک تسلی بخش اہل کوٹلہ اہلووالیان کو نہیں ملا۔ کہ ہر وقت اگر کسی شخص کا یہ حال ہو۔ کہ نئے بازار کے چوتھے خانوں میں دوپہر کا آرام گاہ یا بوڑھے معلم استاد کا منظور نظر ہو۔ تو اس کی نسبت کیا حکم ہے کوٹلہ بگھیاں و کوٹلہ اہلووالیان کے زندہ دلوں سے شہادت سے لو بھلا صرف اتنا تو بتاؤ کہ شخص مفصلہ ذیل سے مسمول محنہ کو کیا کچھ تعلق تھا۔ ۱۔ کرم بخش رفوگر ۲۔ جان و جمال الدین

رشتہ کرانا جنکی آپس میں چاقو قینچیاں چلی تھیں۔ اس بیان کے متعلق صرف مولوی ثناء اللہ کی شہادت ہم زیادہ معتبر سمجھتے ہیں۔ اگر وہ انکار کریں۔ تو پھر اوروں کی "حاشیہ ۳۔ سلطان کوچہ خراسیان۔ ۴ شمس الدین صحاف مرحوم ۵۔ علی بخش۔ دریائی باف ۶۔ سائکن عبداللہ قصاب ۷۔ سہارنپور کا ٹالفروش ۸۔ لال شاہ ۹۔ احمدی پہلوان ۱۰۔ بے چارہ بوڑھا معلم استاد۔ باقی فہرست آئندہ بوقت ضرورت کسی کی جدائی میں یہ لوگ تمہارا لکھا ہوا شعر افسوسناک آواز اور دردناک لہجہ میں پڑھتے ہیں اور حقیقت میں آپ ان کو قدردانی کا زمانہ یاد دلانے کے لیئے یہ شعر لکھتے ہیں ۵ ان حسینوں کا ناز اٹھائیں ہی رہے یا اللہ ہوش آتا ہے تو آتا ہے سمجھ میں کا سے

تیسرے سوال۔ زنا ع اللہ نام کے جواز عدم جواز کا جو جواب علیم الدین نے دیا اس پر محمد شاہ جرح کر کے استفسار کرتا ہے۔ کہ

"سوال نمبر ۳ کا جو جواب دیتے ہو۔ کہ نام بدل دینا چاہیئے بشرطیکہ عادت بد چھوڑ دے سو یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ کسی شخص کا نام زنا اللہ کسی بدعادت کے باعث ہے۔ یا عرف عام اگر عرف عام ہے۔ تو کوئی نیا حکم فرماؤ۔ کم از کم اتنا نتیجہ تو نکال دیتے کہ خر سیاہ زنا اللہ سے بھی افضل ہے۔ یا زنا اللہ خر سیاہ

کے بھی نیچی ہے"

آگے صفحہ ۴ پر علم الدین کے مطاعن بطلب سند یونیورسٹی پر محمد شاہ جواب دیتا ہے۔ کہ

"اس کا شاید یہ مقصود ہو۔ کہ ثناء اللہ نے یونیورسٹی کا امتحان دیا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتا ہو۔ کہ جو مولوی یونیورسٹی کا ڈگری یافتہ نہ ہو۔ وہ بے علم ہے۔ تو بتاؤ۔ کہ امام بخاری کس یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ تھے اور قاضی شوکانی اسمٰعیل دہلوی نواب بھوپالی۔ نذیر حسین دہلوی ابراہیم آروی محمد حسین بٹالوی۔ اور سب سے بڑھ کر اپنے محبوب شاگرد کو سر دیوں میں ہر پیہ و نان کھلانے والا قہوہ قلیجہ پلانے والا اور گرمیوں میں برف شربت نوش کرانے والا کسی یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ تھے"۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۴

اسی سلسلہ میں ایک اور اشتہار موسومہ "اعلام برائے رفع تردد خاص وعام" ابو یوسف سید المحدثین کی طرف سے مطبع انوار پرکاش امرتسر میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ جس میں مشتہر لکھتا ہے کہ

"عورت کی دبر میں وطی کرنا اہل حدیث کے نزدیک جائز ہے۔ قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۷۔

"اہل حدیث کے نزدیک سور کی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہے۔ اس کے چمڑے سے مشک۔ ڈول وغیرہ

بنانا جائز ہے۔ ترمذی و مسلم" بلفظہٖ صفحہ ۴

ان اشتہارات کو پڑھ کر کونسی آنکھ ہے۔ جو علمائے حال کی حالت زار پر آنسو نہ بہائے۔ اور کونسا دل ہے۔ جو یہ حالت سنکر درد محسوس کرے۔ افسوس اُن بدقسمت مسلمانوں پر جنکے ہادی اور پیشوا یا مقتدا مذہب ایسے اخلاق اور ایسے افعال کے مرتکب ہوں۔ کیا اب بھی حدیث مرفوع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تصدیق نہیں ہوئی جبکہ علماؤھم شر من تحت ادیم السماء کے مصداق اس کثرت سے ہمارے زمانے میں موجود ہیں؟۔ اور پھر یہ نہیں کہ ایک فریق ہی دوسرے فریق کی پردہ دری کرتا ہے۔ بلکہ اہل حدیث اہل حدیث کا اور حنفی حنفیوں کا اور شیعہ شیعہ کا پردہ در ہے۔ اسجگہ ہم اہل حدیث کے ایک پیرو واعظ کا حال اہلحدیث ہی کی شہادت سے نقل کرتے ہیں۔ محمد علی بہوپوری غیر مقلد کو ہمارے ناظرین خوب جانتے ہیں۔ کہ یہ شخص نہایت بدزبان اور اشد یہودی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکذب ہے۔ اس کا وعظ ہی مامورمن اللہ کو گندی گالیاں دینے کا ہوتا ہے اس کی سزا اس یاوہ گو ہرزہ درا کو ایسی ملی۔ کہ اگر باحیا ہوتا۔ تو ڈوب مرتا۔ مگر افسوس سے آپ سُنیں گے۔ کہ وہ اسی طرح بیحیائی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ ع نہ اس کو شرم کچھ آئی نہ اس کی قوم شرمائی۔ اس بدبخت کے متعلق محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ میں ایک شرمناک واقعہ لکھا تھا۔ جس کا اس کے بھائی محمد الدین سگ زرد برادر استعمال

نے بذریعہ ایک اشتہار مطبوعہ اہل حدیث پریس امرتسر مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء
حسب ذیل مستہتر کیا۔ کہ

ہم نے پچھلے اشتہار میں لکھا تھا۔ کہ میر جی اگر گالیاں بکنے سے باز نہ آئے۔ تو ہم بھی ان کے پاکیزہ حالات پبلک کو سنائینگے۔ کیونکہ محدثین کا یہی اصول ہے۔ کہ نالائق اور بدکار راویوں کے حالات پبلک کو دکھایا کرتے ہیں۔ اور قانون سرکاری بھی ہمکو اجازت دیتا ہے۔ کہ ایسے بدمعاشوں کی بدمعاشی سے مسلمانوں کو مطلع کریں۔ جو دین کے لباس میں بے دینی کیا کرتے ہیں۔ اس لیے ہم مولوی محمد حسین کی اشاعت السنۃ سے ایک واقعہ بتلاتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ کہ میر جی اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ مولوی محمد حسین کی تحریر صاف لفظوں میں یہ ہے۔ کہ محمد علی ولحظ میرے مکان پر ایک جوان عورت کو لے آیا۔ اور کہا۔ کہ یہ میری منکوحہ ہے۔ آپ اسے رکھئے میں نے انکار کیا۔ کہ یہ اس کا شکار ہے۔ اس لیئے میں نے اس کے رکھنے سے انکار کیا۔ آخر وہ اس شکار کو شیخ نورالدین صوفی کے مکان پر چھوڑ کر کسی اور شکار کی تلاش میں چلا گیا۔ اتنے میں اس عورت کے وارث آن پہونچے اور اس کو اپنے ساتھ لے گئے۔ میر جی کہو۔ تو۔ کیا یہ بات

سچ ہے؟ ہم نہیں چاہتے۔ آپس کے جھگڑے کو طول دیں
جو مخالفوں کی خوشی کا موجب ہو۔ ورنہ اگر یہی صورت رہی
تو ایک ایک کے حالات شائع ہو گئے۔ بلفظہٖ ملخصاً
امرتسر و پیروبجات کے غیر مقلدو! اپنے ان علماء کے حالات پڑھکر
یہ تو بتلاؤ کہ کس کے شایع کردہ یہ حالات ہیں اور کس کے خلاف
ہیں اور راوی ان کا کون ہے؟ اگر راوی صادق ثقہ ہے تو
ایسے مردود عالموں کو کیوں مقتدا بناتے ہو۔ اور اگر راوی
فاسق ہے تو اس سے بیزاری کر کے کوئی روایت انکی تسلیم
نہ کرو کیونکہ وہ اپنے ایک بھائی پر بہتان باندھتا ہے۔ کچھ تو
بولو۔ کچھ تو شرماؤ الیس فیکم رجل رشید۔
حکیم ابو تراب عبد الحق غیر مقلد امرتسری نے جواب الکلام المبین
ایک رسالہ حق الیقین ثناء اللہ کے رد میں لکھا۔ اس میں حکیم صاحب
نے اپنے کلاس فیلو ثناء اللہ کی مختصر سی سوانح عمری بھی لکھی ہے
جسکو ہم اپنے ناظرین کی معلومات کیلئے نقل کرتے ہیں:۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب ساکن امرتسر ہے۔ ان کا باپ
صاحب علم نہ تھا ایک عامی شخص تھا۔ سن طفولیت
میں انکا والد فوت ہو گیا۔ کشمیری ہو نیسے یا کسی اور
وجہ سے رفوگری کا کسب سیکھا۔ مدتوں یہی کام کرتا رہا
اسی اثناء میں لکھنے پڑھنے کا شوق بھی پیدا ہوا۔ مولوی

احمداللہ صاحب رئیس امرتسر کے شاگردوں میں داخل ہوا۔ چونکہ ذہین فہیم نہ تھا بمشکل شرح جامی اور قطبی تک پہنچایا۔ امرتسر سے وزیرآباد حافظ عبدالمنان سے کچھ پڑھا۔ سہارنپور۔ دیوبند۔ کانپور سے پڑھ کر امرتسر کے مدرسہ تائید الاسلام میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہوا۔ زمانہ ملازمت میں تالیف تصنیف کا شوق ہوا متعدد رسائل اردو میں لکھے اس سے ذرا اور آگے بڑھے تو تفسیر القرآن کا شوق ہوا۔ اردو تفسیر لکھنی شروع کی۔ حصہ اول کا ایک نسخہ برائے ریویو کیلئے پاس بھیجا مطالعہ سے معلوم ہوا۔ کہ مصنف نے بڑی غلط تفسیر لکھی ہے۔ ابھی تفسیر اردو کا تذکرہ ہو ہی رہا تھا۔ کہ یکایک ایک تفسیر عربی ملک میں شائع ہو گئی۔"

ملخصاً حق الیقین صفحہ ۴۸ تا ۵۰

اب ہم ثناء اللہ کے ایک بیان پر علمائے کے حالات کو ختم کر کے تھوڑا سا حال صوفیا و سجادہ نشینان حال کا گوش گذار کرتے ہیں۔ تاکہ عالم صوفی ہر دو کی قلعی اتر جائے۔ امرتسری حضرات ثناء کے حق میں گواہی دیتا ہے کہ

"جمعی رسوم شرکیہ اور بدعیہ مسلمانوں میں آجکل ہو رہی ہیں وہ مولویوں ہی کی مہربانی کا اثر ہے۔ جو قرآن و حدیث پڑھتے ہوئے پائے اور ہمیشہ

خرابیوں کا باعث ان ہی علماء کو قرار دیتی ہے

شر الشر شر ار العلماء"

بلفظہ اہل حدیث مورخہ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰

الحمد للہ کہ علمائے خلف کا مضمون نہایت اختصار کے ساتھ ہم نے علمائے حال کی ہی شہادتوں سے مکمل کر کے پیش کر دیا ہے۔ اور پیشگوئی مندرجہ رسالہ ہذا کی مطابقت پورے طور پر اس مقدس گروہ سے ہو گئی ہے۔ اب صوفیوں کا تھوڑا سا حال سنو۔ اس کے لئے بھی ہم امرتسری خناس من الناس کی تحریر پیش کرتے ہیں۔ ثناء اللہ اپنے اعمالنامہ مورخہ ۴۔ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء میں بجواب سوال ۱۰۶ حسب ذیل فتوے دیتا ہے۔

"آج کل کے مشائخ تو عموماً بدعات میں مبتلا ہیں۔ اس لیئے ان کی بابت تو وہی حکم ہے۔ جو آج سے بہت پہلے بزرگان دین نے کہہ رکھا ہے۔ قرب خدا جوئید از دوری ایناں۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۔ اہل حدیث۔

یہ حال تو عام طور پر مشائخ زمانہ کا ہے۔ اب خاص خاص مشاہیر کے متعلق عرض کرتے ہیں۔ جماعت علیشاہ سیالکوٹی کے نام سے ناظرین خوب واقف ہونگے۔ اس بداخلاق و مکار کی جسقدر تعریفیں اس کے مرید کرتے ہیں۔ ان کو سنکر ایک ناواقف انسان خیال کر لیتا ہے۔ کہ العظمت للہ بڑے ہی بھاری عالم اور صوفی بزرگ اور ولی اللہ ہونگے۔ مگر آپ کی حقیقت

سے واقف لوگ ٹوگولر کے پیٹ کی طرح کیڑوں سے بھرا ہوا۔ آپ کا اندرون پاتے ہیں۔ سو یہ سب سے بڑے صوفی و شیخ نومبر سنہ ۱۹۱۰ میں لگے کمانے دورہ کرنے قصور لاہور پیروز پور وغیرہ پہونچے۔ اور اپنے حریفوں غیر مقلدوں سے کہیں الجھ پڑے بہر کیا تھا۔ دیہات میں ہی تکفیر سازی و اشتہار بازی شروع ہو گئی حتے کہ پیر صاحب نے قلم و زبان سے کار برآری نہ دیکھکر ہاتھ و پاؤں سے کام لینا شروع کیا۔ کیونکہ آخر یہ اعضا بھی تو داخل ثواب ہوں پس اس پر لطف داستان کو بھی اہلحدیث امرتسری نے اپنے اخبار مورخہ ۹/۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ میں صفحہ ۲۰ غیر مقلد نامہ نگار کی طرف سے زیر سرخی "پیر جماعت علی شاہ سے ایک عجیب مباحثہ حسب ذیل شائع کیا ہے۔

"موضع میر محمد تحصیل قصور میں جماعت علی شاہ کے مریدوں نے اہل حدیث کو تنگ کیا۔ کہ ظہر احتیاطی کے واسطے اپنے علما بلا لو۔ ہمارے پیر کل یہاں آئیں گے۔ ہمارے علماء آگئے تو پیر صاحب نے مباحثہ سے فرار و انکار کیا۔ اور ایک اشتہار لکھا کہ ظہر احتیاطی کی ممانعت میں اگر کوئی آیت یا حدیث پیش کرے۔ تو اس کو ایک ہزار انعام دیا جائیگا۔ اس کے جواب میں مولوی عبدالحق سیالکوٹی جو وہاں حاضر تھے۔ یہ لکھا۔ کہ جو کوئی ظہر احتیاطی کا ثبوت آیت یا حدیث سے دے۔ تو اس کو دو ہزار انعام دیا جائیگا۔ اس کا جواب بجز خاموشی پیر صاحب نے

کچھہ نہ دیا۔ بعد اس کے صوفہ چھیڑی ہیں بھی پیر صاحب
کی آمد شروع ہوئی۔ وہاں کے اہل حدیث نے مولوی
عبدالحق سے وہی اشتہار انعامی دو ہزار والا لکھوا کر اس مسجد
میں جہاں پیر صاحب کا مقام تھا۔ چسپاں کرا دیا۔ جب پیر
صاحب نے وہ اشتہار دیکھا طیش میں آکر مہتمان سے کہنے
لگے۔ کہ تیرے گھر کا کھانا ہمارے واسطے حشر سے اسکی
روٹی پکائی رہ گئی۔ صبح اٹھتے ہی بارادہ شیخوپورہ اسٹیشن
پر آئے۔ پیر صاحب کے مریدوں نے کہا۔ کہ مولوی عبدالحق
اکیلے آئے ہیں۔ پیر صاحب نے کہا۔ کہ اس کو اٹھا لاؤ۔ وہ
اٹھا لائے (گود میں۔ یا کندھے پر۔ ناقل) پس مار ڈالیا شروع
کیا۔ اور مریدوں سے کہا۔ کہ اس کو جان سے مار ڈالو۔ میں
اس کا خون بھر دونگا۔ بے چارہ عبدالحق اکیلا تھا۔ اور صبح کا وقت
تھا۔ اسٹیشن کے جمعدار چمار اور سکھہ نے پیر صاحب کو بہت
گالی گلوچ کی۔ اور پیر صاحب کو دھمکایا۔ اور کہا۔ کہ ہم تمہارا
انتظام کرتے ہیں۔ اتنے میں گاڑی آگئی۔ اور پیر صاحب سوار
ہو گئے۔ یہ ہیں۔ آپ کے اخلاق فاضلہ اور بزرگانہ اطوار۔
افسوس صد افسوس۔" بلفظہٖ ملخصًا صفحہ ۲۱

یہ تو ہیں پیر صاحب و مولوی صاحب کے حال اب ایک دوسرے مولوی
صاحب پیر صاحب بلکہ مجدد صاحب کا حال سنئے جنکو مجدد مائۃ

دفتر کا خطاب شیاطین کیطرف سے ملا ہوا ہے۔ اور کفر کی منڈی کے آپ ٹھیکہ دار ہیں۔ بریلی جہاں پر پہلے پاگل بھیجے جاتے تھے آپکا مقام ہے اور احمد رضا خیر سے نام۔ آپ مارہرہ کے عرس پر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں کا قصہ اسرنامی فاحشہ نازنین نے اہل حدیث مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۰ء میں زیر عنوان "عرس مارہرہ" شریف اور دو مولوی صاحبوں کا دنگا" اپنے غیر مقلد نامہ نگار کی طرف سے شائع کیا ہے جو اس طرح ہے کہ

"مارہرہ ضلع ایٹہ میں ۲۱۔ جولائی ۱۹۱۰ء کو شاہ ابوالحسین صاحب کا عرس ختم ہوا ہے۔ جس میں حسب معمول مزاروں پر غیر مقلدین تمام مسلمانوں کو دعوت دی گئی تھی۔ مولوی احمد رضا بریلوی بھی مع پچاس ساٹھ بریلوی اشخاص کے رونق افروز عرس تھے۔ مولانا عبدالمقتدر بدایونی مع مولوی دیانت حسین صاحب مدرس بدایوں بھی شریک تھے۔ دوران عرس میں مغرب کے بعد مسجد میں ایک پشاوری طالب علم نے بطور مختصر اسٹیج وہابیوں پر معمولی تبرا کیا۔ مجدد بریلوی اور مولوی ہدایت رسول اس سٹیج پر بیٹھ باد کہنے کے لئے منتظر بیٹھے تھے۔ اس نے دھاڑا دھاڑا کہکر ظاہر کیا کہ ان کے منہ کالے ہو جاتے ہیں۔ مولوی دیانت حسین نے بھی وعظ کی کسیقدر تائید کی اور بطور تردید کہا

کہ جو وہابی بد مذہب یہ کہتے ہیں کہ مولوی احمد رضا
بریلوی کا منہ لنگور کیطرح کالا ہوگیا ہے۔ دیکھ لیجئے
اُن کا منہ کالا نہیں اسپر جماعت حاضرین مولوی
احمد رضا کے چہرہ کی طرف متوجّہ ہو گئی۔ معلوم نہیں
کہ کیا مشورہ ہو چکا تھا کہ دیانت حسین کے اتنا کہنے
پر ہدایت رسول نے حکم دیا کہ مارو مارو حضرت کی
شان میں گستاخی کرتا ہے یہ کہنا تھا کہ دیانت حسین
کی بھانتک گت بنائی گئی کہ خدا کی پناہ۔ جوتوں گھوسوں
کی حد شمار نہیں رہی۔ بیچارہ مسجد میں لوٹا لوٹا پھرتا تھا
اور کوئی یار و یاور نہ تھا کہ مدد کرے کچھ دیر تک معرکہ کربلا
سب کو یاد آگیا۔ اس شور و غل کی آواز سنکر مولانا
عبد المقتدر بدایونی گوشہ سے برآمد ہوئے اور للکارا
بریلوی رخصت ہو چکے تھے ہدایت رسول منکر ہوئے کہ
میں نے نہیں مولانا اسپر مولانا کو تاب نہ رہی جو حقیقت میں ایک
حلیم الطبع شخص ہیں خود اپنے دست مبارک سے
غیظ و غضب میں ہدایت رسول کے کئی تھپّے رسید
کئے اسکے بعد بدایونی مولوی صاحب کی جماعت
جو مسجد میں موجود نہ تھی اکٹھی ہو کر بغرض انتقام آئی
بریلوی مولوی نے اندر سے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا

ہزاروں فحش گالیاں سننے پر بھی دروازہ نہ کھولا ۔

بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۷ و ۸

اس اقتباس میں صوفی و مولوی دونوں کے اخلاقِ فاضلہ و کراماتِ صادقہ کا بیان ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ کیسے کیسے پاک نفوس اس زمانہ میں موجود ہیں جن پر اسلام اور مسلمان جتنا بھی فخر کریں تھوڑا ہے۔ اب آخر میں ہم تمہارا للہ کہ ممدوح اور خدا تعالیٰ کے مردود شیطان لاہیں کا ذکر شاکر ختم کر دیتے ہیں اس بدقسمت انسان کا نام پیر مہر علیشاہ ہے جسکو مکذب المسیح کی اسی دنیا میں دست بدست ایسی سزا ملی جو دیکھنے والوں کے لئے بھی عبرت اور نشان ہے۔ بشرطیکہ انسان باایمان اور قرآنی متقی ہو نہ ثنائی۔ پیر مذکور کی جس قدر پردہ دری آج اسکے مصدق و یار اہل حدیث کے ذریعہ ہوئی ہے۔ وہ ایک ۴۰۰ صفحہ کی کتاب میں طبع ہو کر راولپنڈی سے شائع ہو چکی ہے جسکا معمولی نام ہتوع الٰہی بر قلعہ مہر شاہی ہے اور مصنف اسکا عبدالاحد خیر مقلد غانپوری ہے۔ لہذا ہم اس کتاب میں سے چند اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جس سے مہر شاہی حقیقت بخوبی واضح ہو جاوے ۔ عبدالاحد مذکور لکھتا ہے۔ کہ

پیر (مہر علیشاہ) صاحب کے باپ کا جو خلاف عمد سکھوں میں ہوا تھا اگر وہ پیر اور ثنائی آج پیر صاحب

قسم قسم کے فتنے اور شرارتیں نکرتے اور نہ وجود میں ہی تشریف فرما ہوتے تمام اہل گولڑہ و بادیہ میرا وغیرہ کے خورد و کلاں جانتے ہیں کہ پیر مہر شاہ کے والد پیر نذر دین صاحب ایک ہندو عورت برہمنی سے یہ تہمت زنا پکڑے گئے تھے اور گیلی لکڑیوں میں رکھے گئے تاکہ آگ میں جلائے جاویں۔ اُسوقت گولڑہ وغیرہ کے لوگوں نے زر کثیر صرف کر کے انکو خلاص کیا تھا۔ اگر شک ہو تو ہم گواہ پیش کر دیتے ہیں۔ اور خود پیر صاحب انکار نہیں کر سکتے ؛ ملفظہ ملخصاً صفحہ ۶۳

پیر صاحب کو دین کی کتابوں کا شوق نہیں اور باپ دادا اور نسل اُنکی میں کوئی اہل علم ہوا ہی نہیں صفحہ ۶۲

بعض علماء اعزہ نے میری طرف خط لکھا کہ تم نے اچھا نہیں کیا کہ گولڑی کا جواب لکھا وہ سجادہ نشین ہے اور اس زمانہ کے اکثر سجادہ نشین جوئی ہوتے ہیں۔ راولپنڈی اور گولڑہ کے متعدد شخصوں نے بطور خیر خواہی کے کہا کہ تم اپنی بچہ حفاظت رکھو کیونکہ چور اور بدمعاش اکثر پیر صاحبکے حجرہ میں ہیں۔ صفحہ ۵

پیر صاحب بالکل جاہل ہیں عین اور عین میں بھی فرق نہیں کر سکتا صفحہ ۱۲۵

میاں قادر بخش پیر صاحب کے خاص مرید ہیں کنجریوں کی سوداری اور مجلس میں صدر نشین ہوتے ہیں پیر صاحب اُنہی کے گھر میں اکثر دفعہ شب باشی فرماتے ہیں۔ دیانتداری اور تقوی میں ضرب المثل

ہیں بارہا نہ آیا ہے بھی ہو چکے ہیں لیکن بار نہیں آتے۔ صفحہ ۳۷
پیر صاحب نے مولوی ثناء اللہ کو باوجود سخت تردید تر غیر مقلد
ہونے کے اہل سنت میں داخل کیا۔ سبحان اللہ پیر صاحب خاکسار کو غیر
مقلد اور وہابی اور اہل سنت سے خارج فرماتے ہیں اور ثناء اللہ کو سنی
یہ ہے تقویٰ و دیانت اس زمانہ کے منڈے خوروں، رکابی مذہب
پیروں کی۔ گولڑوی نے باوجود یکہ ایک ملنگ اور قلندر۔
تکیہ نشین ہے نہ علم کی پوری تحصیل کی اور نہ علماء راسخین سے
استفادہ کیا۔ صفحہ ۴۵

اس کتاب پر جو گولڑوی کے خلاف خانپوری غیر مقلد نے شائع کی تھی۔
امرتسری نے ۲۴۔ دسمبر ۱۹۱۰ء کے اہل حدیث میں گولڑوی کو مظلوم قرار
دیا تھا۔ مگر ۲۱ جنوری ۱۹۱۱ء کے اخبار میں عبدالاحد غیر مقلد کو بدیں الفاظ
مظلوم ظاہر کیا ہے۔ کہ

"راولپنڈی کے مذہبی دنگل میں ایک طرف پیر مہر علی شاہ
گولڑوی ہیں دوسری طرف قاضی عبدالاحد خانپوری مقیم راولپنڈی
ہیں قاضی صاحب عقیدتاً تو اہلحدیث ہیں۔ مگر بقول مولانا
شمس الحق محدث عظیم آبادی زبان اور قلم میں پختی بہت رکھتے
ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے ہم نے پیر صاحب کو مظلوم پایا
تھا۔ اس لیئے ان کی طرف سے سینہ سپر ہوئے تھے استہا
کے ملاحظہ سے (جو من جانب گولڑوی بجواب خانپوری شائع ہوا ہے)

ہم قاضی صاحب کو مظلوم پاتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ
قاضی عبدالاحد صاحب وہی شخص ہیں جنہوں نے اپنے پیر و مرشد
مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کی ایماء سے میرے حق میں سخت
سے سخت الفاظ استعمال کئے تھے۔ مگر میں نے ان کی اشتعال
ذرہ بھی خیال نہ کیا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سخت گو اہل
کی نگاہ میں عزت نہیں پا سکتا۔ اس لیے میں نے اس شعر پر عمل
کیا۔ کہ سب و لعنہ مررت علی اللئیم یسبنی۔ فمضیت ثم قلت
لا یعنینی۔ بلفظہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰ کالم ۳

اس سارٹیفکیٹ میں ایک غیر مقلد عالم کو دوسرے غیر مقلد مولوی نے
سے تشبیہ دی ہے۔ اس نامراد نے حضور مغفور مسیح موعود علیہ السلام کے
الصلح خیر والے استغفار پر نہایت گندہ بیرا نہ سخت گالی والا مضمون
رسالہ شمائل کیا تھا جس کا نام مخادعت کا دیا ہے۔ اسی سخت گالی
کا بدلہ ہے۔ کہ ان کے ہم مذہب مولوی اس کو سخت گو اور نادان
اور لئیم قرار دیتے ہیں۔ ایسا ہی گولڑی کی پردہ دری میں سچائی
آرہا ہے۔ فافہم۔

اہل حدیث اور غیر مقلد میں کیا فرق ہے

از مسعود یہودی اپنے اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰ میں

علماء اہل حدیث کو مثیل یہود اس طرح قرار دیتا ہے۔ کہ

"قرآن مجید میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے۔ کہ کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں۔ اور کچھ نہیں مانتے۔ افسوس ہے۔ کہ آج **ہم اہلحدیثوں میں بالخصوص یہ عیب پایا جاتا ہے**

بلفظہٖ کالم اول صفحہ ۹

اب ہم امرتسری دجال کو اس کا مسلمہ قاعدہ جو اہل حدیث مورخہ ۵۔ مارچ ۱۹۰۹ء صفحہ ۴ کالم دوم سطر ۱ پر بدیں الفاظ مندرج ہے۔ کہ "یوخذ المرء باقرارہ" آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔ یاد دلا کر پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اب بھی تیرے اوپر سے ہم مذہبوں کے مثیل یہود ہونے میں کسی مزید ثبوت کی ضرورت ہے؟ سامنے لائیے بستہ و قلم لیجئے حضرت + جلدی سے جواب اس کا مجھے دیجئے

حدیث مرفوع حضرت علیؓ کا ایک اور رٹا رٹایا

حضرات! مضمون "علماء خلف" تو ختم ہو چکا تھا۔ کہ یکایک اہلحدیث مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۱ء پہنچا جس میں ثنائی غزنوی و ثنائی وغیرہ ثنوں کا دب کر بھی مسلم ثنائی ہر جلسہ کا ذکر تھا۔ اس کو پڑھ کر تو مجھے عین الیقین سے پیشگوئی متذکرہ رسالہ کہ "علماؤہم شر من تحت ادیم السماء من عندہم تخرج الفتنۃ وفیہم تعود" کی تصدیق ہو گئی۔ اور وہ لاجواب تصدیق ہوئی کہ تمام گزشتہ بیانات و واقعات منقولہ رسالہ ہذا پر

مہر صداقت لگ گئی۔

ناظرین آپ صفحات گذشتہ میں یہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ غزنوی جرگہ نے بوساطت دیگر علماء غیر مقلدین ثناء اللہ کی تفسیر عزیزی کو مردود قرار دیکر اربعین نام سے فتوے شائع کیا جسمیں ثناء اللہ کو دجال زندیق وغیرہ خطابات بخشے تھے وہ فتنہ بہت ترقی کرتا گیا۔ بہت سی شاخیں اسکی پھیلکر نزاعات بڑھتی گئیں۔ درمیان میں ہر طرح سے اس فتنہ کو دبانے اپنے اندر لیسنے کی کوشش ہوتی رہی۔ مگر حدیث مذکور کے مطابق جب تک یہ کامل فتنہ نہ ہو جاتا اس وقت تک مفتنوں میں اس کا واپس لوٹ جانا ناممکن تھا۔ بالآخر وہ گھڑی آگئی جس سے ثناء اللہ کی ذلت پایہ تکمیل تک پہنچتی تھی۔ سو الحمد للہ یہی ہوا قبل از اظہار ذلت ثنائی ہم شہادت خاتم مرتضیٰ ثناء اللہ اس نزاع کا فتنہ ہونا نقل کرتے ہیں۔ تاکہ الفاظ حدیث کی لفظاً بھی تائید و تصدیق ہو جاوے۔ مولوی عبد العزیز غیر مقلد فیصلہ آرہ میں لکھتا ہے

"ہر چند جانبین کے جانبدار اس محاکمہ سے بہرہ مند نہ ہونگے۔ اور بلکہ حکموں سے انکو خلش ہو جائیگی۔ مگر جو لوگ جانبداری سے پاک ہیں انکو فائدہ ہوگا۔ اور **فتنہ** دور نہ ہوگا۔ تو کم ضرور ہو جائیگا" بلفظہ فیصلہ آرہ ص ۱۲ ۵

اس تحریر سے ثابت ہو گیا کہ یہ فتنہ تھا۔ اور علماء وہم میں سے ہی یہ فتنہ نکلا تھا اب اگر یہ لوٹ کر انہیں میں نہ واپس جاتا تو حدیث مرفوع کی ثنائی کی تصدیق نہ ہوتی۔ اب دیکھئے یہ کس طرح ان میں لوٹ کر جاتا ہے۔ مگر پہلے تھوڑا سا بیان علم اختلافات مسائل کے متعلق ثناء اللہ کا سن لینا بھی ضروری ہے

کہ امرتسری خناس اختلافی مسائل میں جنکا تعلق فہم سے ہے اپنا مذہب حسب ذیل لکھتا ہے۔ کہ

(۱) میں ایسے لوگوں کی رائے سے نہ صرف اختلاف رکھتا ہوں بلکہ انکی تحقیر شان کے لیئے میرے پاس الفاظ نہیں جو مذہبی منازعات میں مصالحت کے لیئے یہ شرط کیا کرتے ہیں کہ فلاں اپنے خیال سے رجوع کریگا۔ تو ہماری صلح ہوگی" بلفظہ

(۲) "ایک عالم کو اس قید سے مقید نہ کرنا کہ وہ اپنے فہم کو دوسرے کے فہم کے مقابلہ میں چھوڑ دے۔ ایمان بالجبر سے بڑھ کر نہیں تو کم بھی نہیں" بلفظہ بقدر الحاجۃ اہلحدیث ۱۸ فروری ۱۹۶۱ء صفحہ ۲

ان دونوں اقتباسوں کا مطلب صاف ہے۔ کہ مذہبی منازعت میں صلح کیلئے یہ شرط قرار دینی کہ مخالف اپنے عقیدے سے جس کو اس نے مدلل طور پر صحیح قرار دے لیا ہے۔ رجوع کرے۔ تو صلح ہوگی یا اپنے فہم کو مخالف کے فہم کے مقابلہ میں چھوڑ دے یہ نہایت جبر ہے۔ اور سخت قابل نفرت۔ اس ثنائی خیال کو محفوظ رکھکر اصل فتنہ غزنوی و ثنائی پر ثناء اللہ کا اظہار سنو۔ جو درج ذیل ہے۔ کہ

دو ناظرین۔ اہل حدیث کو معلوم ہوگا۔ کہ میرے ساتھ جو امرتسری خاندان غزنویہ وغیرہ کو اختلاف بلکہ شقاق ہے۔ جو آجتک سابقہ حال گزرنے سے بھی رو باصلاح نہیں ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے اختلاف کیا ہے؟ اور کیوں رو باصلاح نہیں ہوتا۔ یہ دو سوال ہیں

جنکو میں مختصر لفظوں میں حل کر دینا مناسب جانتا ہوں۔ اختلاف لکھا ہے۔ کہ میری تصنیفات میں چند مقامات (غزنویہ) کے نزدیک غلط ہیں جن کی غلطی کا انکو تو یقین ہے۔ مگر میرے علم میں وہ غلط نہیں۔ حضرات غزنویہ سے جب کسی مصلح نے درخواست صلح کی۔ تو جواب ملا۔ کہ ان مقامات کی اصلاح ہمارے حسب منشاء (یعنی جسطرح انہوں نے صحیح سمجھا ہے۔) کر دے تو ہماری صلح ہوگی۔ ورنہ نہیں چونکہ میرا علم۔ میری دیانت۔ میرا فہم ایسا کرنے کی مجھے اجازت نہیں دیتے اس لیئے نہیں ایسا کرتا ہوں نہ کر سکتا ہوں۔ اگر دفع الوقتی کے لیئے کر بھی دوں تو چونکہ وہ طبعی حرکت نہ ہوگی۔ اس لیئے آج نہیں تو کل ضرور یہ وعدہ ٹوٹیگا۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایسی صلح بھی شیخ ما شد و دیگر ہمان شود کی مصداق ہوگی۔ مثال کے طور پر میں اس قسم کی کاوش کا ذکر کرتا ہوں غزنویہ کی مسجد کے بانی مرحوم مولوی احمد اللہ صاحب کو جمعہ کا امام مقرر کیا تھا۔ مولوی صاحب مرحوم خطبہ میں وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے حضرات غزنویہ اس کو بدعت سمجھتے تھے اس پر نزاع ہوا۔ دور تک پہنچا۔ یہانتک کہ افسران پولیس اور حکام ضلع بھی دست انداز ہوئے۔ آخر مولوی صاحب ممدوح کو اس بات پر مجبور کیا گیا۔ کہ خطبہ میں وعظ نہ کیا کریں۔ مولوی (الحمد للہ) صاحب نے دفع شر کے لیئے اسوقت تو (اس بدعت غزنویہ کو)

منظور کیا۔ لیکن وہی اوپر والا اصول لیس الطبع کا انطبع ظہور ہوا آہستہ آہستہ قرار داد قائم نہ رہ سکی۔ اور رہ بھی کیسے سکتی تھی سبحان اللہ یہی گر ہے۔ فرمان خداوندی کا "لا اکراہ فی الدین"۔ بلفظہٖ الحدیث

عبارت منقولہ سے ذیل کے چند امور صریح طور پر ثابت ہوتے ہیں

(۱) ثنائی تصنیفات کے چند مقامات کو غزنوی فرقہ یقیناً غلط جانتا ہے جنکی بنا پر ثناء اللہ کو ملحد گردانتا ہے

(۲) ثناء اللہ ان مقامات کو برخلاف غزنویاں علم الیقین سے صحیح مانتا ہے

(۳) غزنوی اس شرط پر صلح کرتے ہیں۔ کہ ثناء اللہ ان مقامات کی حسب منشاء غزنویہ اصلاح کر دے۔ ورنہ نہیں کرتے۔

(۴) ثناء اللہ کہتا ہے۔ کہ میرا علم و تقوے۔ فہم و دیانت مجھے ایسا کرنیکی نہ اجازت دیتا ہے نہ میں ایسا کر سکتا ہوں۔

(۵) اگر رفع شر کے لیئے میں غزنویہ کا ہم آہنگ ہو بھی جاؤں۔ تو اضطراراً ہو گا نہ طبعاً۔

(۶) اضطراری فعل جو طبعی نہیں محض دفع الوقتی کے لیئے ہو گا جس کا اثر بھی دیگر نہ ماند۔

(۷) جیسا کہ مولوی احمد اللہ امرتسری نے خلاف طبع دفع شر کے لیئے حسب منشاء غزنویہ وعظ خطبہ کو ترک کر دیا تھا۔

(۸) اور پھر وہ اپنے قرار پر قائم نہ رہا اور صلح ٹوٹ گئی

(۹) اسیطرح اگر ثناء اللہ بھی غزنویہ کا منشاء پورا کر کے صلح کرے

تو یہ خلافت دیانت ہونے کے علاوہ قائم بھی نہ رہے گی۔

(۱۰) ان سب امور کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ علمائے زمانہ حال حق کا خلافت و سنت نبوی کا ترک بھی دفع الوقتی کے لئے منظور کر لیتے ہیں اوپر شنائی زبان و قلم سے اس امر کا ثبوت دیدیا گیا ہے کہ ثناء اللہ ایسے طریق صلح کو جسمیں منشاء مخالف کی تقلید کرنی پڑے اپنے علم و دیانت و فہم کے منہ پر خاموشی سمجھتا ہے۔ بلکہ اس کو ایمان بالکفر مساوی قرار دیتا ہے۔ اب آپ سنکر حیران ہونگے کہ اسی طریق کو اہ وجہ والے بحل کر گئے ثناء اللہ نے اپنے دیانت و علم و فہم کو رخصت کر دیا۔ اور بد دیانتی کی صلح کر لی چنانچہ اہلحدیث مورخہ ۱۷ فروری ۱۱ء میں زیر سرخی "دو اہل حدیث امرتسر اور لاہور میں" لکھتا ہے۔ کہ۔

"مولانا حافظ عبد اللہ صاحب اور حاجی عبد الغفار صاحب دہلی سے تشریف لاکر شامل وفد ہوئے۔ آتے ہی سلسلہ مصالحت شروع کیا گیا میں نے وفد کی دعوت کی جسمیں علماء شہر کو بھی دعوت دی خصوصیت سے دونوں بھائیوں مولوی عبد الجبار و عبد الواحد غزنوی کو۔ مگر نہ آئے پر نہ آئے۔ عین کھانا کھانے کے وقت شیخ عبد الرحیم امرتسری و حاجی عبد الغفار دہلوی کے ساتھ ہیں۔ در دولت (غزنوی) تک پہنچا مگر قریب مکان پہنچکر دونوں صاحبوں نے کہا آپ ذرا گاڑی میں ٹھہریں۔ ہم دریافت کر آئیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ عرصہ کے بعد جواب لائے۔ کہ وہ نہیں مانتے۔ ہاں ایک خط

بنام حافظ عبداللہ و مولوی عبدالعزیز دیا جسکا مختصر مضمون یہ تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ ہمارے پیش کردہ مقامات تفسیر وغیرہ کو سلف کی تفسیر سے مطابق کردے نہ کرے تو رجوع کرے تب ہماری صلح ہے"

میری درخواست ہے۔ کہ کسی عالم صاحب علم و دیانت کو منصف مان کر میرے ساتھ اس نزاع کا فیصلہ کرلیں۔ یا اپنے دعوے کو اگر غزنویہ کمزور پاتے ہیں۔ تو اس (اربعین) والے فتوے کو واپس لیں" صفحہ ۴ اس کے بعد حضرات غزنویہ سے مصالحت ہوگئی۔ حاشیہ صفحہ ۴

امرتسری کی بددیانتی معلمانہ فہمی کی تازہ مثال

ثناء اللہ اخبار مذکور کے صفحہ ۶ پر امرتسر میں مصالحت" کی سرخی دے کر اپنی بددیانتی اور بے علمی و نافہمی کا اس طرح ثبوت دیتا ہے۔ کہ

"۱۰ فروری کو برائے نماز جمعہ گئے۔ تو مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے بڑی رقت آمیز تقریر میں فرمایا کہ اختلاف مٹانے کے لئے مولوی ثناء اللہ ہی اپنی دیانت و علم کے خلاف ناقل، مان جائیں یا مولوی عبدالجبار صاحب ہی اپنی رائے کی تحقیر شان منظور کرکے ایمان بالجبر کی ثناء اللہ کو تکلیف نہ دیں۔ اہلحدیث ۱۸۔ فروری ۱۹۶۱ء ص ۱۰ کالم ۳ ناقل)

اپنے فتوے کو واپس لیں تو کیا اچھا ہو۔ میری کیفیت اس وقت
ایسی ہوئی کہ میں (ثناء اللہ نے چاہا) کہ سنتے ہی پڑھنے سے پہلے ہی
کھڑا ہو جاؤں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ موت آجائے (واقعی آپ ایسے ہی دیندار
اور متقی صاحب خشیت ہیں۔ ناقل) بہرحال میں نے کھڑے ہو کر کہا
کہ میری نسبت سخت سے سخت فتوے لگائے گئے۔ ملحد
زندیق۔ شیطان۔ دجال۔ لکھا گیا۔ یہانتک کہ مجھے
مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے (یہ بدلہ ہے تکذیب مسیح
موعود علیہ السلام کا۔ کہ نادان تو نے جہالت و ذالت سفاہت سے
یہود یانہ معاندانہ تکذیب مسیح الموعود کی کر کے یہی الفاظ خدا کے برگزیدہ
کی شان میں لکھے تھے۔ دیکھ لے قدرت خداوندی کہ اس کا عوض یہ ملا
کہ خاص تیرے ہم مذہب اور بزرگ اور استاد وغیرہ علماء غیر مقلد سے
تجھکو وہ ٹائٹیل عطا ہوئے جنکا تو واقعی مستحق تھا۔ سبنھل اور ہوشیار
اے بے حیا کچھ وقت باقی ہے۔ ناقل) اس قدر ظلم مجھ پر (ثناء اللہ) پر
ہوئے۔ تاہم میں محض رفع فساد کے لیئے مولانا کا ارشاد
(برخلاف اپنے علم و دیانت و فہم کے۔ ناقل) مان کر اعلان کرتا ہوں
کہ جن مقامات پر منصفان آرہ نے فریق ثانی کے اعتراضات
قائم رکھے ہیں۔ میں ان مقامات میں (بددیانتی۔ بےعلمی۔ نافہمی سے ناقل)
فریق ثانی (غیر نویسہ) کے معنی درج تفسیر کردونگا۔ اس پر
سب لوگوں نے اظہار مسرت کیا۔ اور جلسہ برخاست ہوا کہ

اتنے میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تشریف لے آئے
تو میں نے بموجودگی علماء مولوی صاحب (بٹالوی) کے سابقہ
قلمی مطبوعہ معاہدات پیش کر کے کہا۔ (کیا یہ سب تقویم پارینہ
آپ سا تھ ہی رکھتے ہیں۔ ناقل) کہ ان معاہدات کی پابندی
کریں یا جو جو مضمون نیا معاہدہ کر کے بحث سے نکالنا چاہیں
مضمون کے پیدا کیا جائے۔ آخر کی شق میں مولوی محمد
کی بابت اب آپ ہی بیان کرتا ہوں۔ کہ میں ان کے اشتہارات
کو مناظرانہ طور پر تصفیہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ ان کے
نزدیک ہندوستان میں خصوصاً اہلحدیث میں کوئی عالم نہیں
ہر ایک ان کی زبان و سنان کا مورد ہو چکا ہے جن کی بابت
وہ عامیانہ الفاظ آپ نے لکھے ہیں۔ کہ کسی معزز کلاس کے
آدمی کے حق میں بھی وہ الفاظ نہیں لکھے جاتے (یہ وہی عذاب اور
وبال ہے۔ جو تکذیب مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے تم لوگوں پر آ رہا ہے
اور انشاء اللہ اس سے زیادہ بہت کچھ دیکھو گے۔ ناقل) (بٹالوی) کے
علم الکلام میں شکل اول ان ہی دو لفظوں سے مرکب ہے۔ انا
وکل غیری لہذا میں مولوی (بٹالوی) صاحب کو چیلنج
دیتا ہوں۔ کہ وہ اپنے مطالبات کا تصفیہ میرے ساتھ بذریعہ
تحریر (مناظرہ) کرانے کو امرتسر یا لاہور کوئی جگہ مقرر کر کے اطلاع دیں
مرد۔ مضمون ہذا کی بعد مصالحت ہو گئی حاشیہ صفحہ ۷ اور

مصالحت نامہ مرقومہ ذیل تجویز ہوا جس طریق سے درمیان مولوی عبدالجبار و ثناء اللہ کے صلح ہوئی ہے۔ اسی طریق سے میں (بٹالوی) نے بھی صلح کی۔ دستخط محمد حسین۔ میں نے دعوے جنگ واپس لیا۔ دستخط ثناء اللہ" بلفظہ ص ۱۰

اس مصالحت کو پڑھ کر تھوڑی سی عقل کا انسان بھی بآسانی سمجھ لیگا۔ کہ لاریب پیشگوئی حدیث مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے مصداق یہی علماء ہیں۔ کیونکہ انہیں سے ہی اربعین کا ایک فتنہ نکلا۔ تو من عند ہم تخرج الفتنۃ کی تصدیق ہوئی۔ اور آخر کار جب فتنہ کامل ہو گیا۔ تو بلا لحاظ شرعی فوراً انہیں ہی لوٹکر جا داخل ہوا جس سے فیہم تعود پر عمل ہوا۔ اب ہم امر نسری خناس اشر الناس مصداق علماؤ ہم شر من تحت ادیم السماء سے دریافت کرتے ہیں۔

(۱) تیری تفسیر پر تزویر پر تجھ کو تیرے ہم مذہب علماء نے۔ دجال۔ ملحد زندیق۔ شیطان وغیرہ کہا یا نہیں؟

(۲) اگر کہا تو تو نے الکلام المبین لکھکر حق الیقین سے منہ پھیر کر نصیحت نامہ کو پس پشت ڈال کر الٹی میٹم سے روگردانی کر کے۔ فیصلہ آرہ شایع کیا۔ یا نہیں؟

(۳) اگر کیا۔ تو آجتک سالہا سال سے کیوں اس فتنہ کو چار و ناچار پھیلایا۔ اور پہلے ہی سے جو آج جہک مار لیا ہے۔ کیوں نہ مار لیا؟

(۴) کیا تو نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ غزنویہ کے حسب منشاء تفسیر وغیرہ کی مقامات کی اصلاح کر دینی خلاف دیانت علم و فہم ہے۔؟

۵ بالآخر جس بات کو تو نے خلاف علم و دیانت و فہم قرار دیا تھا۔ پھر اسی کو کر کے تو بد دیانت اور بے علم و نافہم ثابت ہوا یا نہیں؟

(۶) اگر ہوا۔ تو بتلا کہ احمد اللہ نے جو دفع شر کے لیئے خلاف حکم رسول و احادیث مقبول وعظ خطبہ کو ترک کیا تھا۔ تو نے بھی ویسا ہی کر دکھلایا یا نہیں؟ اور یہ واقعہ اسی تنازعہ اور فتنہ کے متعلق مثالاً تو نے بیان کیا تھا۔ یا نہیں؟

۷ جبکہ فعل احمد اللہ اور فعل ثناء اللہ یہاں ہیں۔ تو جو نتیجہ احمد اللہ کے فعل کا بوجہ خلاف شریعت ایک امر کے مان لینے کے ہوا تھا۔ وہی نتیجہ تیری اس بے علمی اور بد دیانتی کا بھی ہونا چاہیئے یا نہیں؟ یعنے یہ مصالحت بھی مصداق شبے دیگر نمے ماند کی ہوگی یا نہیں؟

(۸) اگر ہوگی۔ تو اس فعل عبث سے جو ناجائز مصالحت کر کے صرف ہوا ہے کیا فائدہ ہوا بجز اس کے کہ تیری دیانتی ظاہر ہو گئی؟

(۹) کیا کسی آیت و حدیث میں یہ آیا ہے۔ کہ دینی منازعات کی مصالحت میں اُس حق کو جس کا تمکو دلائل اور علم الیقین ہو چکا ہو چھوڑ کر ناحق اور خلاف دیانت باتوں کو مان کر صلح کر لیا کرو؟

(۱۰) اگر ایسا شریعت میں نہیں اور ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ ہرگز نہیں۔ تو بتلا اب بھی حدیث مرفوع کی تصدیق میں کوئی احتمال باقی رہا ہے۔ کہ تم میں سے ہی جوش نفسانیت سے ایک فتنہ نکالا تھا۔ اور تم نے ہی باتباع نفس و ہوی اس فتنہ کو واپس جہاں سے نکالا تھا۔ وہاں پہنچا دیا؟ نہ خدا کیلئے وہ مخالفت نہی۔ اور نہ خدا

تنبیہ السفیہ

اب آگیا ہے وقت ہزیمت جناب کا
ظاہر ہوا ثبوت ہے عقل و فضیلت مآب کا

اترے گا وہ غرور کا جن جو سوار ہے
پاش پاش ہو گا ہر بن ایک ایک تار کا

مدت سے تھی جو آپ کے خیمہ پہ چھائی
گوشہ الٹنے ہی کو ہے اس ابر حجاب کا

اے دوستو یہ رونے سخن اس کا ہے عبث
جس نے نہیں کسی کی اچھے خطاب کا

کہتا ہے بوالوفا ہوں مگر بیوفا ہے وہ
لپکا سا ہے اسے سخن ناصواب کا

ہاں ہوشیار! "لا تناد اللہ" ہوشیار
اظہار ہو گا اب ترے حال خراب کا

تکذیب انبیاء میں ہے کیسا تجھے کمال
تجھ پر کھلا رہا ہے حسب سے قدم بولہب کا

لایب تو یہود کی ایک یاد گار ہے
بیشک عدو ہے دین رسالت مآب کا

تجھ کو نہیں ہے معنی و مطلب سے کوئی کام
حال خر کی طرح ہے بار کتاب کا

جو منہ میں آئے وہ تجھے بکنے سے کام ہے
پاس و لحاظ کچھ نہیں صدق و ثواب کا

صادق کی عقل میں تو یہ آنا محال ہے
کاذب رموز داں ہو خدا کی کتاب کا

قرآن کے فہم کے لیے تطہیر چاہئے
اک یہ بھی خاصہ ہے اس اطہر کتاب کا

سچ ہے کہ لا یمسہ الا المطہرون
کاذب و حمار کب ہو مفسر کتاب کا

بنتا ہے جب کہ آپ سگ و خر کا اوتیل
مظہر ہے خود ہی حال تباہ و خراب کا

پھر کیوں نہ تیری صورت ہو صورت حمیر کی
پھر کیوں نہ ڈر ہو تیرے دہن کے لعاب کا

او بد خصال تجھ کو مبارک یہ ٹائیٹل
جس سے بتا کیا ہوا اُمّ الکتاب کا